حضرۃ الاستاذ مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری دامت برکاتہم

کتاب زندگی کے چند ورق

منور سلطان ندوی

(رفیق علمی دار الافتاء، دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

استاذ محترم مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری۔ادام اللہ ظلہ۔کا تعلق شمالی بہار کے ایک مردم خیز قصبہ ململ سے ہے، جو علم وتہذیب کے اعتبار سے پورے صوبہ میں شہرت رکھتا ہے، یہاں ہر دور میں بلند پایہ شخصیات پیدا ہوئی ہیں، اس سرزمین کے تعارف کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد کے رفیق اور الہلال کے سب ایڈیٹر مولانا نورالہدی نور کا تعلق بھی اسی قصبہ سے ہے، مولانا نورالہدی نور اور مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری جیسی شخصیات پر نہ صرف اس قصبہ کو بلکہ پورے صوبہ کو بجا طور پر فخر و ناز ہے، ایسی ہی شخصیات کی وجہ سے بہار اور خصوصا ململ کو غیر معمولی وقار واعتبار حاصل ہے۔

خاندانی پس منظر

۱۹۳۹ء میں مولانا نے ایسے خاندان میں آنکھیں کھولیں جو دینی تعلیم میں ممتاز رہا ہے، والد محترم حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ۔رحمۃ اللہ علیہ۔ایک مؤقر عالم دین اور بزرگ شخصیت تھے، انہوں نے مدرسہ عزیزیہ بہار شریف کے علاوہ جونپور واور الہ آباد کے علمی مراکز میں تعلیم حاصل کی، فراغت کے بعد عمر کا بڑا حصہ پرتاپ گڑھ میں گزارا، جہاں ایک دینی مدرسہ کافیۃ العلوم میں ۱۹۳۱ء سے ۱۹۸۵ء تک تدریس اور انتظام وانصرام کے فرائض انجام دیتے رہے، یہاں نامور شخصیت اور مشہور بزرگ عارف باللہ حضرت مولانا محمد احمد پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے خاص مراسم تھے، احسان وسلوک کی راہیں انہی کے ذریعہ آپ نے طے کیں، اور پھر اس میدان میں اتنا آگے بڑھے کہ اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے، حضرت مولانا محمد احمد پرتاپ گڑھی مولانا عبدالحفیظ صاحبؒ کی دعوت پر تین باران کے آبائی وطن ململ بھی تشریف لے گئے، آپ پرتاپ گڑھ کے مذکورہ مدرسہ میں خدمات انجام دینے کے ساتھ حضرت والا کے ساتھ بھی رہتے، ان کے اصلاحی دوروں میں ساتھ ہوتے، آپ نے حضرت کے ساتھ اعظم گڑھ، جونپور، احمد آباد ودیگر علاقوں کا دورہ کیا۔

آپ کا تعلق ملک کے نامور عالم دین اور امارت شرعیہ بہار کے بانی حضرت مولانا ابوالمحاسن سجاد رحمۃ اللہ سے بھی تھا، امارت شرعیہ کے قیام سے متعلق جو اجلاس منعقد ہوا اس میں آپ شریک ہوئے، اور مولانا ابوالمحاسن سجادؒ کی خواہش پر بہار کے مختلف علاقوں کا دورہ بھی کیا، اسی طرح مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ سے بھی خاص تعلق تھا، ان کے ساتھ متعدد بار ململ تشریف لائے۔

شاعری میں آپ کو بڑا درک تھا، حافظ تخلص تھا، آپ کے اشعار کو آپ کے قابل فخر فرزند حضرت مولانا نذر الحفیظ ندوی دامت برکاتہم نے مرتب کیا ہے، یہ مجموعہ کلام 'حافظ' کے نام سے اشاعت کے مرحلہ میں ہے، مولانا عبدالحفیظ حافظؔ کا انتقال ۱۹۹۲ء میں ہوا۔(مولانا عبدالحفیظ حافظؔ کے بارے میں تفصیلی معلومات آپ کے مجموعہ کلام 'کلام حافظ' میں درج ہے)

دادیہالی خاندان کے ساتھ مولانا کا نانیہالی خاندان بھی دینداری میں معروف رہا ہے، آپ کے نانا محترم کا نام ملا سراج الدینؒ ہے، جو جہانا آباد کے علاقہ میں عرصہ تک تدریسی خدمت انجام دیتے رہے، آپ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ سے بیعت تھے۔

تعلیم وتربیت

مولانا نذ الحفیظ ندوی دامت برکاتہم کی پیدائش تو ململ میں ہوئی لیکن پرورش وپرداخت پرتاپ گڑھ میں ہوئی، بچپن کا زمانہ یہیں گزرا، یہیں والد محترم کے پاس حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی، اس کے بعد دینی تعلیم کے لئے دار العلوم ندوۃ العلماء کا رخ کیا، یہاں عربی اول میں آپ کا داخلہ ہوا، ۱۹۶۲ء میں عالمیت

اور۱۹۶۴ء میں فضیلت کی سند لی، یہاں کے اساتذہ میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، شیخ التفسیر مولانا محمد اویس نگرامی ندویؒ، مولانا ابوالعرفان خاں ندویؒ، مولانا ایوب اعظمیؒ، مولانا اسحٰق سندیلویؒ، مولانا عبدالحفیظ بلیاویؒ، مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم، اور مفتی محمد ظہور ندوی مدظلہ جیسے اساطین علم وفن شامل ہیں، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے آپ کو بخاری شریف کے چند ابواب پڑھنے کا بھی شرف حاصل ہے۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد مادر علمی میں خدمت انجام دینے کا موقع ملا، اور یہیں سے بحیثیت استاذ آپ نے زندگی کا دوسرا سفر شروع کیا، اس درمیان ۱۹۷۵ء میں آپ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے مصر جانے کا موقع ملا، چنانچہ آپ مصر تشریف لے گئے، وہاں کلیۃ التربیۃ، عین شمس یونیورسیٹی قاہرہ سے بی ایڈ اور ۱۹۸۲ء میں جامعہ ازہر سے عربی ادب وتنقید میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی، ایم اے کے لئے آپ نے ''الزمخشری کاتباً وشاعراً'' کے موضوع پر اپنا تحقیقی مقالہ (تھیسیس) لکھا، اس کے بعد پی ایچ ڈی میں داخلہ لیا، لیکن مشرف کے بیرون ملک چلے جانے کی وجہ سے اس کی تکمیل نہ ہوسکی، اور آپ کو مجبوراً قاہرہ ریڈیو میں ملازمت اختیار کرنی پڑی، اس کے بعد ۱۹۸۲ء ملک واپس آئے اور مادر علمی میں سابقہ مشغولیت شروع کی۔

تدریسی خدمات

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں آپ کی تدریس کا زمانہ ۱۹۶۴ء تا ۱۹۷۵ء اور پھر ۱۹۸۲ء سے تاحال پر محیط ہے، اس طویل مدت میں بلا مبالغہ ہزاروں تشنگان علوم نے آپ سے سیرابی حاصل کی، مولانا سید سلمان حسینی ندوی، مولانا سجاد نعمانی ندوی جیسے متعدد اصحاب علم۔ جن کی قابلیت ولیاقت کا شہرہ پوری دنیا میں مسلم ہے۔ وہ آپ سے تلمذ کا شرف رکھتے ہیں، آپ کے شاگردوں کی بڑی تعداد دین وعلم کی خدمت میں مصروف ہے، فی الوقت آپ دارالعلوم کے شعبہ عربی کلیۃ اللغۃ العربیۃ وآدابہا کے عمید یعنی ڈین آف فیکلٹی ہیں، معلمین کی تربیت میں آپ کو کمال حاصل ہے، تدریب المعلمین کے موضوع پر محاضرات کے لئے آپ پورے ملک میں مدعو کئے جاتے ہیں۔

علمی خدمات

جامعہ ازہر مصر میں ایم اے کے لئے آپ نے جو تحقیقی مقالہ تحریر کیا تھا وہ مصر سے ہی ''الزمخشری کاتباً وشاعراً'' کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے، عربی میں آپ کی دوسری کتاب ''ابوالحسن علی الحسنی ندوی کاتباً ومفکراً'' ہے جو لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے، آپ کی مقبول زمانہ کتاب 'مغربی میڈیا اور اس کے اثرات' ہے جو اپنے موضوع پر منفرد کتاب اور علمی دستاویز ہے، کتاب کی مقبولیت کا اندازہ صرف اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اب تک اس کا ترجمہ عربی، انگریزی، ملیالم، بنگلہ وغیرہ مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے، ہندوستان سے اردو کے پانچ اور پاکستان سے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، عربی میں یہ ''الاعلام الغربی وتاثیرہ فی المجتمع'' کے نام سے ابوظبی سے اور انگریزی میں Western Media and its impect on society کے نام سے لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے، بنگلہ کے دو ایڈیشن شائع ہوئے ہیں، ترجمان القرآن، روزنامہ جنگ پاکستان اور ہندوستان کے متعدد اخبارات ورسائل میں اس کتاب کی بڑی تحسین کی گئی اور بلند الفاظ میں اس کا تعارف کرایا گیا، ہم یہاں صرف دو تبصرے نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں:

''اس کتاب میں مغربی میڈیا سے متعلق چونکا دینے والے انکشافات ہیں، بلاشبہ یہ محض ایک کتاب نہیں بلکہ ایک تاریخی وعلمی دستاویز ہے''

کتاب مصنف کی باخبری، زمانہ شناسی، صحت معلومات ووسعت مطالعہ، بلند پایہ علمی وتحقیقی ذوق اور تحلیل وتجزیہ کی بھرپور صلاحیت کے ساتھ اعتدال فکر ونظر کی آئینہ دار ہے'' (ماخوذ از کتاب بیک ٹائٹل)

آپ نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے بعض مضامین کا ترجمہ بھی کیا ہے، نیز حضرت مولانا رحمۃ اللہ کی خواہش پر آپ کی متعدد کتابوں پر مقدمہ یا تعارف لکھنے کا شرف بھی حاصل رہا ہے، اسی طرح حضرت مولاناؒ کے جانشیں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کی بعض کتابوں پر بھی آپ کی تحریریں بطور مقدمہ یا بطور تعارف شامل ہیں، یہ باتیں ان بزرگوں کے مکمل اعتماد کی علامت

اوران کے افکار وخیالات کی صحیح تر جمانی کی سند ہیں۔

کتابوں کے علاوہ آپ کا بڑا علمی سرمایہ مقالات کی شکل میں ہے، عربی و اردو میں ادبی مقالات اور عالم اسلام سے متعلق مضامین قدر کی نگاہوں سے پڑھے جاتے ہیں۔

صحافتی سرگرمیاں

صحافت آپ کی دلچسپی کا خاص موضوع ہے، مصر کے زمانہ قیام میں ریڈیو مصر سے وابستگی سے اس صلاحیت میں مزید جلاء پیدا ہوئی، عالمی حالات اور خصوصاً عالم اسلام سے متعلق امور پر آپ کی بڑی گہری نظر ہے، ان موضوع پر آپ کے تجزئے اور آپ کی رائے بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہے، آپ ندوۃ العلماء کے اردو ترجمان پندرہ روزہ تعمیر حیات کے مدیر مسئول رہ چکے ہیں، اس کے علاوہ ندائے ملت، الرائد اور کاروان ادب کے ادارتی رکن رہے ہیں۔

رابطہ ادب اسلامی

اسلامی ادب کے فروغ کے لئے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے عالمی سطح پر رابطہ ادب اسلامی داغ بیل ڈالی تھی، برصغیر ہند و پاک کا دفتر ندوۃ العلماء میں قائم ہے، جس کے زیر اہتمام ادبی سیمینار منعقد ہوتے ہیں اور کاروان ادب کے نام سے ادبی رسالہ شائع ہوتا ہے، آپ ان سرگرمیوں میں نہ صرف شریک رہتے ہیں بلکہ اس کے خاص کارکنان میں ہیں، اور اس کی فکری ترجمانی کے ساتھ انتظامی امور میں بھی ذمہ داروں کی معاونت کرتے ہیں۔

دو عظیم شخصیات سے تعلق خاص

مولانا محترم کی شخصیت کی تشکیل میں دو اہم شخصیات کا کردار نمایاں نظر آتا ہے، اول مشہور بزرگ مولانا محمد احمد پرتاب گڑھیؒ جو زمانہ طفولیت سے ہی آپ کے لئے باپ کی طرح شفیق تھے، آپ نے گویا ان کی آغوش میں تربیت پائی، مولانا آپ کو عزیزوں کی طرح چاہتے تھے، اور آپ کو بھی مولانا سے بے پناہ انس تھا، ربط و تعلق اور شفقت و محبت کے واضح اثرات آپ کی زندگی میں محسوس کئے جاسکتے ہیں، خلوص وللّٰہیت، تعلق مع اللہ، اذکار و تلاوت کی کثرت اور ورع و تقوی کی صفت اسی تعلق کا نتیجہ ہے، دوسری شخصیت جن سے آپ کو والہانہ تعلق بلکہ عشق سا تھا وہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی ذات گرامی ہے، جو آپ کے استاذ بھی تھے اور مربی بھی، حضرت سے آپ کا تعلق بڑا قریبی رہا ہے، آپ کو نہ صرف مولانا کے قریب رہنے اور سفر وحضر میں رفیق بننے کا شرف حاصل تھا بلکہ حضرت کے خطوط کا جواب دینے اور حضرت کی علمی و تصنیفی کاموں میں معاونت کا شرف بھی آپ کو حاصل رہا ہے، حضرت مولاناؒ بھی آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے، اور بے تکلفی اور محبت سے آپ کو ''نذر'' کہتے تھے، اور کبھی چند دن ملاقات نہ ہوتو اپنے خاص انداز فرماتے ''نذر نظر نہیں آتے ہو''، عشاء بعد حضرت کی مجلس منعقد ہوتی تھی، ان مجالس کی گفتگو کے آپ امین ہیں، کاش آپ ان مجالس کو مرتب فرمادیتے تو اہل علم ونظر کے لئے بڑا چشم کشا سرمایہ ہوتا، حضرت کے اعتماد و تعلق کا یہ حال تھا کہ متعدد مواقع پر حضرت نے آپ کو اپنی نمائندگی و ترجمانی کے لئے منتخب کیا، یہ بات مولانا کے لئے اعزاز بھی ہے اور فخر بھی۔

بیرونی اسفار

تعلیم کے سلسلہ میں مصر کے قیام کے علاوہ آپ نے بیرونی ممالک کے متعدد علمی اسفار کئے ہیں، حضرت مولاناؒ کی رفاقت میں بھی کئی بیرونی اسفار ہوئے، آپ نے متعدد انٹرنیشنل سیمیناروں میں شرکت کی اور مقالہ پیش کیا، آپ نے دوبار مصر کے رابطۃ الجامعات الاسلامیۃ میں حضرت مولاناؒ کی نمائندگی کی، اسی طرح ملیشیا میں منعقد ہونے والے رابطۃ الادب الاسلامی العالمیۃ کے تین سیمینار اور ترکی کے مجلس الامناء کے سیمنار میں شرکت کی، اس علاوہ قطر، سعودی عرب اور ترکی وغیرہ ممالک کا متعدد بار سفر کیا، یہ اسفار علمی اور دینی مقاصد کے تحت ہوئے ہیں۔

ایوارڈ واعزاز

مصر کے زمانہ قیام میں ایک عالمی مسابقہ القرآن کا انعقاد ہوا تھا، آپ نے اس مسابقہ میں شرکت کی اور اول انعام کے مستحق قرار پائے، یہ انعام حج بیت اللہ کی شکل میں تھا، آپ اس عظیم نعمت سے سرفراز ہوئے، اس انعام کو آپ اپنی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ تصور کرتے ہیں۔

۲۰۰۲ء میں حکومت ہند نے عربی زبان کی مہارت کے اعتراف میں صدارتی ایوارڈ سے سرفراز کیا جو اس وقت کے صدر جمہوریہ اے پی جے عبدالکلام صاحبؒ کے ہاتھوں ملا، اس موقع پر آپ نے صدر محترم سے ملتے ہوئے ندوہ کا تعارف کرایا اور انہیں ندوہ آنے کی دعوت بھی دی۔

نومبر ۲۰۰۵ء میں آپ کی خدمات کے اعتراف میں آپ کے وطن کے اہل دانش اور وہاں کے نوجوان فضلاء کی جانب سے مجاہد آزادی محمد شفیع بیرسٹر کے نام سے موسوم 'شفیع بیرسٹر ایوارڈ' سے نوازا گیا۔

امتیازی صفات

اللہ تعالی نے آپ کو بڑی خوبیوں سے نوازا ہے، گفتگو میں دعوتی انداز جہاں آپ کا امتیاز ہے وہیں تحریر میں تجزیاتی اسلوب آپ کی پہچان ہے، اخلاص وتوکل، تواضع، بزرگانہ شفقت، وقار، شرافت نفس، اور سنجیدگی ومتانت کے ساتھ بے مثال ظرافت آپ کے خصوصی اوصاف ہیں، یہ اوصاف طبقہ علماء کے لئے لائق اتباع ہیں۔

بطور ''مشتے نمونہ از خروارے'' یہ آپ کی زندگی اور آپ کی متنوع خدمات کی چند جھلکیاں ہیں، بلاشبہ آپ کی زندگی بے شمار خوبیوں کا گنجینہ ہے، آپ نمونہ سلف ہیں، علماء کے لئے مثال اور آئیڈیل ہیں، آپ اپنی خوبیوں اور خدمات کی وجہ سے تاریخ میں یاد رکھے جائیں گے۔

مولانا کے مضامین ومقالات کو مرتب کرنے کی ضرورت

مولانا کے مضامین بڑی تعداد میں تعمیر حیات اور دیگر رسائل کی فائلوں میں دبے ہوئے ہیں، ان مضامین کو جمع کیا جائے تو عالم اسلام کے اہم فکری حوادث ومسائل کی تاریخ مرتب کرنے میں بڑی مدد ملے گی، یہ تاریخ نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط ہے، ان مضامین کو سامنے رکھ کر مولانا کے افکار کا تجزیہ کیا جاسکتا ہے، ان تحریروں کو وجود میں آئے ایک عرصہ گزر چکا اور مولانا نے مضمون لکھتے وقت جن امکانات کی جانب اشارے کئے تھے یا جن حقائق کی نشاندہی کی تھی، ان کے مضمرات بھی پوری طرح دنیا کے سامنے آچکے ہیں، اس لئے اب ان تحریروں کا آسانی سے تجزیہ کیا جاسکتا ہے، اور انہیں تاریخ کے ترازو میں بآسانی پرکھا جاسکتا ہے، ندوی فضلاء کی یہ بھی ایک ذمہ داری ہے، مولانا کے شاگردوں میں کوئی اس جانب توجہ دے تو ایک بڑا کام ہو جائے گا، اسی طرح ادب وسیرت سے متعلق مولانا کے جو مقالات ہیں، انہیں بھی جمع کیا جانا چاہیے تاکہ یہ اہم علمی وادبی سرمایہ بھی قابل استفادہ بن جائے۔